بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . أَمَّا بَعْدُ : قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى :

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

خطبہ جمعہ کے اہم عناصر:

☆ دینی تعلیم کی فضیلت واہمیت

☆ اہلِ علم کے فضائل ☆ دینی مدارس کی تاریخ

☆ دینی مدارس کی اہمیت

☆ مدارس اسلامیہ کے حوالے سے ہماری ذمہ داری

دینی تعلیم کی فضیلت واہمیت

قرآن وسنت میں دینی تعلیم کی بہت سی فضیلت واہمیت بیان ہوئی ہے:

<u>دینی تعلیم کی فرضیت:</u>

دینی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر بقدرِ ضرورت فرض ہے جیسا کہ سیدنا انس

بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

''حصولِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

(سنن ابن ماجه :٢٢٤ وصححه الالبانی)

شارحِ مشکاۃ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْـمُـرَادُ مِـنَ الْـعِـلْـمِ مَـا لَا مَـنْـدُوحَةَ لِلْعَبْدِ مِنْ تَعَلُّمِهِ، لِمَعْرِفَةِ الـصَّـانِـعِ، وَالْـعِلْمُ بِوَحْدَانِيَتِهِ، وَنُبُوَّةِ رُسُولِهِ، وَكَيْفِيَةِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ فَرْضُ عَيْنٍ .

''یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جس کا جاننا ہر بندۂ مسلم کے لیے لازم ہے، جیسے خالقِ کائنات کی پہچان، اسکی وحدانیت اور اس کے رسول کی نبوت کا علم، نماز کے طریقے کا علم کیونکہ اس کا جاننا ہر ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' (شرح مشکاۃ للطیبی :٢/٦٧٨)

<u>علمِ دین انبیاء علیہم السلام کی وراثت ہے:</u>

دینی علم، انبیاء کی وراثت ہے جیسا کہ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

''بلاشبہ انبیاء نے وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ انہوں

نے تو وراثت میں علم چھوڑا ہے، جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے
اس وراثت کا وافر حصہ پالیا۔"

(سنن أبي داود : ٣٦٤١ وصححه الالبانی)

حصولِ علم جنت کا راستہ ہے:

دینی علم کا حصول انسان کو جنت کے راستے پر گامزن کر دیتا ہے، سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ.

"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے
اس کے ذریعے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔"

(صحيح مسلم : ٢٢٩٩)

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یعنی اللہ تعالی اس علم کے ذریعے اعمالِ صالحہ بندے کے لیے آسان
کر دیتے ہیں جن کے ذریعے وہ جنت کی طرف چل پڑتا ہے۔"

(التنوير شرح الجامع الصغير : ١٠/٢٦٥)

حصولِ علم کا راستہ انسان کے خیر پر ہونے کی علامت ہے:

جو شخص علم دین کے حصول کے راستے پر چل رہا ہو تو وہ اس کے خیر و بھلائی پر ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

''اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔'' (صحیح بخاری: ٦٩، صحیح مسلم: ۱۷۱۹)

إِنَّ الْعِلْمَ النَّافِعَ عَلَامَةٌ عَلَى سَعَادَةِ الْعَبْدِ، وَأَنَّ اللّٰهَ أَرَادَ بِهِ خَيْرًا.

''علمِ نافع انسان کی خوش بختی کی علامت ہے اور اس بات کی بھی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔''

(بهجة قلوب الأبرار وقرة عيون الأخيار : ٢٣)

علم، خشیتِ الٰہی کا ذریعہ ہے:

دینی تعلیم انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا تقوی وخوف پیدا کر دیتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.

''یقیناً اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَـنْ كَانَ بِاللّٰهِ وَبِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ وَأَحْكَامِهِ أَعْلَمُ كَانَ لَهُ أَخْشَى وَأَتْقَى.

''جس قدر کوئی شخص، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور افعال واحکام کو

زیادہ جاننے والا ہوگا، وہ اس قدر ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تقوی اختیار کرنے والا ہوگا۔''

(فتح الباری لابن رجب : ۱/۹۰)

اہلِ علم کے فضائل

دینی تعلیم کے حاملین کے بہت سے فضائل کتاب وسنت میں آئے ہیں ان میں چند کا ذکر کرتے ہیں:

بلندی درجات:

اللہ تعالی نے اہل علم کے دنیا وآخرت میں درجات بلند فرماتے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

يَرُفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمُ وَالَّذِينَ أُوتُوا الُعِلُمَ دَرَجَاتٍ.

''اللہ تم میں سے اہلِ ایمان اور جن کو علم نوازا گیا ہے، ان کے درجات بلند فرماتا ہے۔'' (المجادلۃ :۱۱)

اہل علم کے لیے دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَضَّرَ اللَّهُ امُرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ.

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش وخرم رکھے جو میری بات سن کر اسے یاد کر

لے اور پھر اسے دوسروں تک پہنچائے۔''

(سنن ابو داود : ٣٦٦٠)

اہل علم کو وفات کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ :إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ .

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا اجر اسے ملتا رہتا ہے، ایک صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، یا نیک اور اولاد جو اس کے لیے دعائے خیر کرے۔''

(صحیح مسلم : ١٦٣١)

اہل علم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور مخلوقات کی دعائیں:

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الخَيْرَ .

''نیکی و بھلائی کی تعلیم دینے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت کرتے ہیں، اور

اس کے فرشتے اور آسمان و زمیں والے یہاں تک کہ چونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں بھی اس کے لیے خیر و برکت کی دعائیں کرتی ہیں''

(سنن الترمذی : ٢٦٨٥ صححه الالبانی)

طالبِ علم، درجے میں مجاہد کی طرح ہوتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَاءَ مَسْجِدِی هَذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ .

''جو شخص میری مسجد میں اس غرض سے آئے کہ اس کا ارادہ کوئی اچھی بات سیکھنا یا سکھانا ہو تو اس کا درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔''

(سنن ابن ماجه : ٤٢٧ صححه الالبانی)

دینی مدارس کی تاریخ

دینی مدارس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ اسلام کی، دینی مدارس عہد نبوی سے لے کر آج تک اپنے ایک مخصوص انداز سے آزاد چلے آرہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا پہلا دینی مدرسہ وہ مخصوص چبوترہ ہے جس کو "صُفّہ" کہا جاتا ہے، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

ایک جماعت نے صرف طلب علم کے لئے اپنے کوتمام دنیاوی کاروبار سے فارغ کرلیا تھا۔جنہیں ہم اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ہر وقت اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتے اور آپ کے فرامین کو بغور سنتے اور انہیں محفوظ کر لیتے ۔ یہی وہ طبقہ تھا۔جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دوسروں تک پہونچانے اور اسے عام کرنے کی بھرپور کوشش کی جس کا مقصد ہی تھا تعلیم کو عام کرنا۔اس کا نہ کوئی پیشہ تھا اور نہ کوئی تجارت ۔اس نے صرف طلب علم اور اس پرعمل کو ہی اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا یہ صحابہ رضی اللہ عنہم مشکل اور کٹھن حالات کے باوجود ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ،سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ.

’’میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو، فقط تہہ بند ہوتا، یا رات کو اوڑھنے کا کپڑا، بس اسے وہ اپنی گردنوں سے باندھ لیتے ، یہ کپڑے کسی کی آدھی پنڈلی تک آتے اور کسی کے ٹخنوں تک، پھر وہ ان کپڑوں کو اس خیال سے کہ کہیں شرمگاہ نہ کھل جائے اپنے ہاتھوں سے سمیٹے رہتے ۔‘‘

(صحیح بخاری : ٤٤٢)

اسی طرح سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ .

''اصحابِ صفہ محتاج وغریب لوگ تھے۔''

(صحیح بخاری : ٣٥٨١، صحیح مسلم : ٢٠٥٧)

ان کے علاوہ دوسرے کسی صحابی کو کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہوتا تو پہلے اصحاب صفہ سے ہی رجوع کرتے ۔ یہ صفہ اسلام کا اولین درسگاہ تھی جس کے معلمِ اوّل محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔سطحِ زمیں پر واقع تمام مدارس ومکاتب کا انتساب اسی مقدس صفہ سے ہے ۔اور یہ مدارس بھی وہی کارنامہ انجام دینے کی کوشش کرتے جو عہدرسالت میں صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

دینی مدارس کی اہمیت

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے اور اسلام آخری دین ہے جو قیامت تک قائم رہے گا۔تو ضروری ہے کہ کتاب وسنت کے علم کو باقی رکھنے کے لئے ان کے حاملین اور محافظین کو باقی رکھا جائے ،اور حاملین اور محافظین کو پیدا کرنے کے لئے مدارس کی ضرورت ہے ۔اسلام اور مسلمان کو اپنے منہج پر باقی رکھنے کے لئے ان مدارس کی سخت ضرورت ہے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے یہ نہ ہوتے تو قرآن تو ہوتا لیکن پڑھنے اور سمجھنے والا شاید کوئی نہ ہوتا ۔مسلمان تو ہوتا مگر عقائد

واعمال کا فقدان ہوتا۔ مسلمان اور دیگر اقوام میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔
آیئے مدارس کی اہمیت پر چند نکات میں بات کرتے ہیں:

اصلاحِ عقائد کا ذریعہ:

مدارسِ اسلامیہ ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو لوگوں کے عقائد کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے متعلق عقائد کی طرف رہ نمائی کرتے ہیں کیونکہ عقائد ہی اساسِ دین ہیں، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ : إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالَى.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اہلِ یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:
''آپ اہلِ کتاب کی ایک قوم کی طرف جا رہے ہیں، تو آپ انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیں۔''

(صحيح بخاری : ۷۳۷۲)

احکامِ شریعت کی تعلیمی درس گاہیں:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ اور اس کے مکمل احکام و مسائل سیکھنے کی درس گاہ بھی مدارس ہیں جن کے ذریعے ایک مسلمان اپنی نماز، روزہ، حج اور زکاۃ وغیرہ

کے مسائل جانتا ہے، کیونکہ عبادات کا طریقہ وہی اللہ تعالی نے ہاں قابلِ قبول ہے جواللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ .

''اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔'' (سورہ محمد:۳۳)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔''

(صحيح مسلم : ١٧١٨)

حلال وحرام کی تعلیم کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پاکیزہ وحلال کھانے کا حکم دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَـأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالا طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ.

''اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال اور پاکیزہ ہے اسے کھاؤ اور شیطان کے راستے کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔''

(البقرة : ١٦٨)

اسی طرح بطورِ خاص مؤمنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَـاأَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ .

''اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں پاکیزہ رزق دیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کے عبادت گزار ہو۔''

(البقرة : ١٧٢)

اسی طرح تجارت کی حلت اور سود کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا .

''اور اللہ تعالی نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

(البقرة : ٢٧٥)

اسی لیے حلال وحرام میں تمیز کرنے اور تجارت ومعیشت میں جائز وناجائز کو جاننے کے لیے لازمی طور پر علماء ومدارس کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور سودی و غیر سودی معاملات وغیرہ کے متعلق غیر جانبدارنہ ومنصفانہ راہ نمائی ملتی ہے۔

ازدواجی ومعاشرتی زندگی میں راہ نمائی:

ازدواجی زندگی انسانی زندگی کا جزو لازم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .

''نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ میں

سے نہیں۔''

(سنن ابن ماجه : ١٨٤٦ ، الصحيحة للالباني : ٢٣٨٣)

اسلام نے اس کے متعلق مکمل تعلیمات فراہم کی ہیں، نکاح وطلاق کے معاملات کا مکمل حل موجود ہے، لیکن اس کے متعلقہ مسائل کا حل جاننے کے لیے ہم مدارس اسلامیہ اور علماء کے محتاج ہیں، ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا فریضہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

''تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں، یقیناً یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔''

(آل عمران : ١٠٤)

مزید ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ .

''تم سب امتوں سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، (کیونکہ) تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔''

(آل عمران : ١١٠)

اسی طرح ارشاد فرمایا:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.

''ایسا کیوں نہیں کہ ان کی ہر جماعت میں سے ایک گروہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے نکلے اور واپس اپنی قوم کو جا کر انہیں خبر دار کرے تا کہ وہ (برے کاموں سے) بچتے رہیں۔''

(التوبة : ۱۲۲)

دورِ حاضر میں مدارس ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جو اس علَم کو بلند کیے ہوئے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے عظیم فریضے کو سرانجام دے رہے ہیں۔ الحمدللہ

مدارسِ اسلامیہ کے حوالے سے ہماری اخلاقی ذمہ داری

مدارس اسلام کے قلعے ہیں، ان پر نقب زنی کرنے والا دراصل اسلام کے قلعے کو منہدم کرنے کا مسموم ارادہ لیے ہوتا ہے، لہذا موجودہ دور میں مختلف طرح کے لوگ مختلف مقاصد کے لیے مدارس کے خلاف ایک محاذ آرائی کیے کھڑے ہیں ،آئے دن نیا سے نیا پروپیگنڈا کرتے ہیں ،تو ہمارا اخلاقی فریضہ بنتا ہے کہ ہم ہر پلیٹ فارم پر مدارس کا دفاع کریں اور ان کے خلاف ہونے والے جھوٹے پروپیگنڈے کو خود بھی رد کریں اور دوسرے لوگوں کے درمیان بھی اس کی حقیقت واضح کریں۔

جیسا کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالی قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے دور فرما دیں گے۔''

(سنن الترمذی : ۱۹۳۱ صححه الالبانی)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.